اسلام کے مضبوط حصار

دینی مدارس

مولانا قاضی عبدالحلیم کلاچوی، فاضل حقانیہ۔
نائب مفتی دارالعلوم حقانیہ

اس سے مجال انکار نہیں ہو سکتا کہ یہ دینی مدارس اسلام کے مضبوط قلعے ہیں۔ ان عربی مدارس پر ہماری دین و ایمان کی زندگی موقوف ہے۔ اور ان کے وجود سے ایوان کفر میں ہلچل ہے۔ رائے پور کا ایک چھوٹا سا دینی مدرسہ جس میں اس وقت صرف شرح جامی تک کتابیں پڑھی جاتی تھیں طلبہ خود روٹی پکاتے تھے۔ اور دھواں سے سیاہ دیواروں کے مکان انہوں نے اپنے ہاتھوں سے اٹھائے تھے۔ جب ایک امریکن وفد نے دیکھا تو عیسائیوں کی ایک تاریخی کانفرنس میں اس وفد کے سربراہ نے یہ اعتراف کیا:

"تم مولویوں کے ان عربی مدارس کو کمزور نہ سمجھو، یہاں یہ دین کے پہلوان تیار ہوتے ہیں۔"

یہ الفضل ما شہدت بہ الاعداء کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ اگر تعصب کی عینک اتار کر جائزہ لیا جائے تو تمام دنیا کو یہ اعتراف کرنا پڑے گا کہ یہ دینی مدارس ہی کفر و شرک کے گھٹا ٹوپ اندھیروں کے مقابلہ میں حق و صداقت کے روشن چراغ ہیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ فرعونی، نمرودی، ہامانی، قارونی، اور ہر ابلیسی طاقت کے ہزار غوغا آرائی کے باوجود اسلام کے یہ مضبوط حصار اپنے رنگ میں قائم رہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ تا قیامت قائم رہیں گے۔ کفر و شرک سے پنجہ آزمائی تو ہوتی رہے گی۔ بقول اقبال مرحوم ؎

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

لیکن اسلام کی روشنی ہمیشہ کفر کی تاریکی کی دھجیاں اڑاتی رہے گی مسلمان جانتے ہیں کہ جب آفتاب نبوت طلوع ہوا تو پوری کرۂ ارضی گوناگوں بدعنوانیوں سے جہنم کدہ بنی ہوئی تھی۔ کیا مجال تھا کہ درندہ صفت اور جنگجو قوموں کے سامنے کوئی غریب صلح و آشتی کی بات کرتا مگر فاران کی چوٹیوں پر اسلام کا نیر تاباں کیا طلوع

ہوا کہ اس نے تھوڑے سے عرصہ میں تمام روئے زمین کو اپنی ضیا پاشیوں اور جلوہ زائیوں سے معمور کر دیا ــــ

ولنعم ما قیل

الا ایھا اللیل الطویل الانجلی تجلی علی فــاران لکفر معلنا

رشد و ہدایت ، انصاف و عدل ، اخوت و مساوات کا آفتاب ظاہر ہؤا اور یکایک اعلان کر دیا گیا کہ اسے کفر کی چھ سو سالہ طویل شب اب تو چلی جا ، اب تیرا ٹھکانا نہیں ، اب اسلام کی روشنی آگئی ۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا ۔

اب لات منات عزیٰ اور ہبل کی حکومت نہیں چلے گی ۔ اب تو آمنہ کے لعل کے قدموں پر ہر طاغوتی طاقت سرنگوں ہوگی ۔ اسلم تسلم کا مظاہرہ ہوگا ۔ اور یا ان کی سطوت و شوکت فدایانِ اسلام کے ہاتھوں پاش پاش اور چاک درچاک ہوگی ۔

دینی مدارس کے یہ بوریہ نشین " ملا " بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عظیم تاریخ سے وابستہ ہیں ۔ اس لئے یہ بھی کسی وقتی آزمائش سے مرعوب نہیں ہوں گے ۔ اور اسلام کے ان مضبوط حصار کی بقاء کیلئے تن من دھن قربان کر دیں گے ــــ

پاکستان کے قیام میں دینی مدارس کا حصہ | اگر یہ دعویٰ کیا جائے کہ دینی مدارس اور اس کے بوریا نشین ملا ہی نے دین و اسلام کو بچایا ہؤا ہے ۔ تو یہ کسی طرح سے بھی غلط نہیں ہوگا ۔ کیونکہ تم تاریخ کے اوراق میں یہ جگر سوز واقعات پڑھ چکے ہو کہ غرناطہ ، اندلس اور اسپین ایسے مضبوط اسلامی سلطنیں جب مسلمانوں کے باہمی جنگ و جدال کی وجہ سے زوال پذیر ہوگئیں تو وہاں پر دینی مدارس کے نہ ہونے کی وجہ سے اسلام کس مپرسی کی حالت میں آگیا ۔ بہی خواہانِ اسلام اور داعیانِ شریعت پر سراسیمگی چھا گئی اور کنج عزلت گرفتن پر مجبور ہوگئے ۔ لیکن تاریخ کا یہ بدقسمت دور جب برصغیر پر آیا اور اٹھارہ سالہ نوجوان محمد بن قاسم رح کے ہاتھوں جو کفر زار ہند لالہ زار اسلام بنا تھا اور وہ پھر سے مسلمانوں کے قبضہ سے نکل کر انگریزوں کے تسلط میں آگیا ۔ تو اس کے باوجود بھی خدا کے فضل سے دینی غیرت علمی و عملی صلابت اور صداقت اسلامیہ کا جذبہ یہاں تک موجزن رہا کہ پاکستان معرضِ وجود میں آگیا ۔ غرناطہ وغیرہ اور اس برصغیر میں یہ کھلا فرق اس لئے ہے کہ یہاں پر انگریزوں کے تسلط کے وقت اولیاء اور صلحاء کے دل میں دین و اسلام کی حفاظت اور بچاؤ کیلئے قدرت نے القاء کر دیا تھا کہ دیوبند میں ایک دینی مدرسہ کی بنیاد ڈالی جائے ۔ چنانچہ قافلۂ اسلام کے سرخیل حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ العزیز نے اس دینی گلستان کی بنیاد رکھی ۔

دیوبند نے عالمِ اسلام کو کیا دیا | پھر تم تاریخ سے پوچھو کہ دیوبند نے تمام عالم دنیا کو کیا دیا ۔ اگر آپ نہیں جانتے تو جان لیجیے ۔ دنیا اسلام کی مایہ ناز شخصیت شیخ العرب والعجم کہلانے والا اسی دیوبند کا فرزند ہے ۔

دنیا میں رئیس المصنفین کہلانے والا تقدس و تقویٰ کا مجموعہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اسی دیوبند کا خوشہ چین ہے۔ دنیا میں محدث شبیر کہلانے والا مولانا بدر عالم میرٹھیؒ اسی دیوبند کا زلّہ ربا ہے۔ دنیا میں زہد و ورع کا مجسمہ کہلانے والا مولانا خیر محمد جالندھریؒ اسی دیوبند کا فرد فرید ہے۔ پوری روئے زمین پر اپنی علمیت کا لوہا منوانے والا حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ اسی تعلیم گاہ کا فیض یافتہ ہے۔ دنیا میں رئیس التفسیر کہلانے والا مولانا احمد علی لاہوریؒ اسی بحر ناپیداکنار کا غواص ہے۔ دنیا میں رئیس الاتقیاء کہلانے والا مولانا مفتی محمد حسن صاحبؒ اسی دریا ئے معرفت کا قطرہ ہے۔ اور معاف فرمائیے تمام عالم اسلام کا عظیم مدبر عظیم مفکر عظیم سیاسی مذہبی رہنما صاحب زبان و قلم متانت و سنجیدگی کا مرقع ابوالکلام کہلانے والا اسی دَربار دَربار کا گہر چین ہے۔ اور ذرا آگے آئیے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ دنیا میں معمار پاکستان کہلانے والا شیخ الاسلام پاکستان کہلانے والا عظیم محدث اور عظیم مفسر مذہب و سیاست کا امام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اسی دیوبند کا قابل صد افتخار فرزند ہے۔

یہ تو ان حضرات میں سے چند ایک کے نام گنوا دئے جو اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں ورنہ سینکڑوں حضرات مرحومین میں وہ ہیں کہ جن میں ہر ایک ایسی بلند پایہ شخصیت ہے کہ جن کی زندگی کے بعض پہلوؤں پر بھی اگر لکھا جائے تو دفتر کے دفتر سیاہ ہو جائیں گے ——— جو بقید حیات ہیں ان میں بھی بعض وہ شخصیات ہیں جنہیں آج بھی پورا عالم اسلام قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور جو آج بھی امت مرحومہ کے روحانی امراض کے صحیح معالج اور نبض کے صحیح معرف ہیں ان میں عبقری اسلام نابغہ عصر شمس الاولیاء راس الاتقیاء جنید دوراں بسطامی زماں حضرت العلامہ مولانا سید شمس الحق صاحب افغانی دامت برکاتہم۔

آیت من آیات اللہ عجز و انکسار کا مجسمہ مذہب حنفی کے عظیم اور صحیح ترین وکیل امیر المومنین فی الحدیث حضرت مولانا شیخ عبدالحق صاحب مدظلہ　　محدث کبیر امام کبیر مصلح اعظم بین الاقوامی مبلغ حضرت مولانا سید محمد یوسف صاحب بنوری مدظلہ یادگار حضرت تھانویؒ مفسر اعظم مفتی اعظم مصنف اعظم مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کراچی اور امام انقلاب بطل حریت نڈر مجاہد اور اسلام کے سچے دوست شیخ الحدیث مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

وقت کی ضرورت کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ اگر قرآن کی وہ تفسیر جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے سیکھنی ہے۔ حدیث یار سے دل و دماغ کو معطر کرنا ہے۔ عقائد اسلامیہ کو محفوظ کرنا ہے۔ علوم و معارف سے لطف اندوز ہونا ہے۔ حلال و حرام کا امتیاز باقی رکھنا ہے۔ اصول شریعت کو معلوم کرنا ہے۔ ادب و معانی کے لہلہاتے چمنستان دیکھنے ہیں۔ منطق و حکمت کے دقائق سے اپنے آپ کو آشنا رکھنا ہے۔ ختم نبوت کے چوروں ڈاکوؤں کے دجل و تلبیسات سے اپنے آپ کو اور قوم کو محفوظ کرنا ہے۔ مرزائیت نواز ٹولہ کی آنکھوں میں

باقی ص ۲۳ پر